شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳۶

تزکیہ اور فنائے نفس

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : تزکیہ اور فنائے نفس

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ مطابق دسمبر ۱۹۸۸ء، بروز جمعۃ المبارک

مرتب :جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت :یکم محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

تزکیہ اور فنائے نفس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ﴿۹﴾ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ﴿۱۰﴾[۱]

اولیاء اللہ تا قیامت رہیں گے

انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہمّت و ارادے جیسی بہت سی ایسی خوبیاں رکھی ہیں کہ اگر انسان ان کا صحیح استعمال کرلے تو یہی انسان اِس زمانہ میں بھی، اس مہینے میں بھی، اس دن میں بھی اور اس وقت میں بھی اولیاء اللہ کی جو آخری سرحد ہے جس کے بعد نبوت شروع ہوتی ہے اس سرحد تک پہنچ سکتا ہے کیوں کہ نبوت کے دروازے بند ہوئے ہیں لیکن ولایت کے تمام دروازے آج بھی کھلے ہوئے ہیں۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است
خم و خمخانہ بہ مہر و نشاں است

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے آج بھی کھلے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کے مٹکے کے مٹکے تیار ہیں، بس پینے والے چاہئیں، اس زمانہ میں بھی کسی ولی کی کوئی کرسی خالی نہیں ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ اب کہاں ہیں، سب چلے گئے۔ ارے! اب بھی ہیں لیکن تمہارے پاس آنکھیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۲]

۱؎ الشمس:۹-۱۰

۲؎ التوبۃ:۱۱۹

اللہ والوں کے پاس رہو، اہلِ یقین کے پاس رہو، اہلِ تقویٰ کے پاس رہو تاکہ تم بھی متقی ہو جاؤ۔ کیا یہ آیت صرف چند صدیوں کے لیے تھی اور اب اولیاء اللہ دنیا سے اُٹھ گئے ہیں؟ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، شاہ عبد القادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہم اللہ تعالیٰ دنیا سے چلے گئے تو کیا اب دنیا اولیاء اللہ سے خالی ہوگئی؟ نہیں بھئی ایسا ہرگز نہیں ہے، میں اپنے بڑوں کی بات پیش کررہا ہوں، حکیم الامّت مجدد الملّت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس دور میں بھی اللہ والوں کی سب کرسیاں بھری ہوئی ہیں، اگر کوئی کرسی خالی ہوتی ہے، اللہ کے کسی ولی کو موت آتی ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی جگہ دوسرے آدمی کو بٹھا دیتے ہیں، اولیاء اللہ کی کرسیاں خالی نہیں رہتیں۔ اس پر حضرت تھانوی نے یہ شعر پڑھا؎

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است
خم و خمخانہ بہ مہر و نشاں است

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بادل اب بھی برس رہے ہیں۔ نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے، ولایت کا دروازہ بند نہیں ہوا، اللہ کے ولی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے، جس کا جی چاہے اللہ کا ولی بن جائے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختیار دے دیا ہے۔

ہر انسان اللہ کا ولی بن سکتا ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ولی بننے کا اختیار بندے کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ آپ کہیں گے کیسے؟ تو ولی اللہ بننے کے دو جز ہیں، ان دو جز سے انسان ولی اللہ بنتا ہے، نمبر ایک ایمان اور نمبر دو تقویٰ۔ اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ[۳] جو مومن ہیں اور متقی ہیں۔ ایمان کی دولت تو الحمد للہ ہم سب کو حاصل ہے، فکر کرنا ہے تو تقویٰ کی اور تقویٰ کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ انسان میں گناہ کا میلان ہی پیدا نہ ہو، اگر لوگ بغیر میلان کے متقی بن جاتے تو سب سے پہلے بجلی کے کھمبے

---

[۳] یونس:٦٣

ولی اللہ ہوتے کیوں کہ ان کو کسی ٹیڈی کو دیکھ کر کوئی خیال نہیں آتا، جتنے درخت ہیں سب ولی اللہ ہو جاتے۔ کیوں بھئی! درختوں کو کوئی برا خیال آتا ہے؟ یہی تو کمال ہے کہ دل میں برا خیال آئے، گناہ کا تقاضا پیدا ہو مگر اس پر عمل نہ ہو، یہ منفی عبادت ہے، گناہوں سے بچنا منفی عبادت ہے اور نماز روزہ کرنا مثبت عبادت ہے جیسے مثبت تار اور منفی تار دونوں تاروں سے بلب جلتا ہے۔ جو لوگ بجلی کا کام کرتے ہیں وہ بتائیں کہ بلب جلانے کے لیے دو تاروں کی ضرورت ہوتی ہے یا نہیں؟ مائنس اور پلس، مثبت اور منفی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو منفی تار بھی دے دیے، ہم کو غصہ بھی آئے گا، شہوت بھی پیدا ہوگی، جھوٹ بولنے کو بھی جی چاہے گا، لڑائی کرنے کو بھی جی چاہے گا، بد تمیزی، گستاخی کرنے کو بھی جی چاہے گا، سستی بھی گھیر لے گی، جی چاہے گا کہ چلو سوتے رہو، نماز ہی نہ پڑھو، امّاں ابّا سے لڑنے کو بھی جی چاہے گا، بیوی کا شوہر سے بد تمیزی کرنے کو جی چاہے گا اور شوہر کا جی چاہے گا کہ بیوی کی خوب پٹائی کروں۔ گناہوں کے یہ برے تقاضے سب منفی تار ہیں، ان تقاضوں پر عمل نہ کرنا منفی عبادت ہے، آپ چاہتے ہیں کہ مثبت تار تو ہو مگر گناہوں کے تقاضے نہ ہوں، منفی تار نہ ہو، گناہوں سے بچنے کا غم نہ اٹھانا پڑے بس مفت میں ولی اللہ بن جائیں۔

حصولِ ولایت کا طریقہ

یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اس وقت ہم سے کیا چاہتے ہیں، اگر آپ کے ضمیر، آپ کے قلب سے یہ آواز آجائے کہ اس عورت کو دیکھنے سے میرا اللہ ناراض ہو جائے گا، تو اب آپ اپنے اس مثبت تار یعنی نماز روزہ اور ذکر وغیرہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کا منفی تار بھی لگا دیں یعنی گناہ کے اس تقاضے پر عمل نہ کریں، بس دل کا بلب روشن ہو جائے گا۔ کنز العمال میں حدیثِ قدسی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ[۴]

---

[۴] كنز العمال: ۵/۳۲۸ (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا والخلوة بالاجنبية مؤسسة الرسالة/ المستدرك للحاكم: ۴/۳۴۹ (۷۸۷۵)

جس نے میرے خوف سے نظر کو بچایا میں اس کو ایسا ایمان دوں گا کہ وہ اپنے دل میں اس ایمان کی مٹھاس کو محسوس کرلے گا۔ سبحان اللہ! جس حلاوت کو ساری دنیا کے شکر کا خالق جو گنوں میں رس پیدا کرنے والا ہے، ساری دنیا کی شکر کا پیدا کرنے والا ہے، وہ جو مٹھاس اپنے دستِ پاک سے دے گا اس کو سوچ لو۔ ساری دنیا کی مٹھائی والے اپنی دو کانوں سے آپ کو رس ملائی اور رس گلّے دیں اور ایک مٹھائی اللہ تعالیٰ اپنے دستِ کرم سے عطا کرے تو بتاؤ اس مٹھاس کا کیا عالم ہو گا؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ایمان کی مٹھاس پانے کے لیے تم کو کسی دوکان پر جانا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مٹھاس ہم خود دیں گے **اَبۡدَلۡتُہٗ اِیۡمَانًا** ہم ان کو ایسا یقین اور اپنی محبت کی ایسی مٹھاس دیتے ہیں کہ ان کا دل ہی اس کو جانتا ہے، ان کا دل اس کو پالیتا ہے، **یَجِدُ** کے معنیٰ ہیں پانے والا، یعنی وہ اپنے دل میں حلاوتِ ایمانی پالیتا ہے۔

اگر یہ تصورات اور وہمیات کی دنیا ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس انداز سے بیان نہ فرماتے کہ **یَجِدُ** وہ اپنے قلب میں پالیں گے، معلوم ہوا کہ یہ خالی وہمیات کی دنیا نہیں ہے، یہ شبنم چٹا کر تسلی دینا نہیں ہے، دریا پلا کر تسلی دی جارہی ہے، جیسے کہتے ہیں کہ اوس چٹا دیا، لیکن اللہ نے اوس چھڑا کر دریا عطا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے مٹی کے گالوں سے، مٹی کے کھلونوں سے آپ کو بچالیا اور اپنے قرب کا دریا عطا کر دیا۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردِ سا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

بادشاہ بھی اپنی بادشاہت کے بوجھ سے دردِ سر میں مبتلا ہیں، سکون و اطمینان انہیں بھی حاصل نہیں ہے، صرف اللہ والے ہیں جو ہر وقت سکون سے رہتے ہیں۔

گناہوں کا عذاب اور نجات کا طریقہ

آج ساری دنیا سینما اور وی سی آر کی بلا میں مبتلا ہے۔ ایک نوجوان نے اسی ہفتے مجھے بتایا کہ میں نمازی ہوں، سید ہوں، آلِ رسول ہوں، بیس سال کی عمر ہے، نہایت اعلیٰ درجہ میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوتا ہوں لیکن کچھ نالائق لڑکوں نے پٹی پڑھا کر وی سی آر پر گندی فلم

دکھا دی۔ اس دن سے اس کی نماز چھوٹ گئی، روزانہ غسل کی ضرورت پیش آنے لگی، گال پچک گئے، کن پٹیاں بیٹھ گئیں، چکر آرہے ہیں، چہرہ پیلا پڑ گیا اور ذِکر و تلاوت میں بھی دل نہیں لگ رہا ہے۔

دوستو! یہ بتاؤ کہ امّاں ابّا کسی کام سے منع کر دیں تو اس میں ان کی دشمنی ہوگی یا مہربانی ہوگی؟ بولو بھئی! ابّا اپنی اولاد کو دُکھ دینا چاہتے ہیں یا سُکھ میں رکھنا چاہتے ہیں؟ ربّا نے بھی نظر بچانے کا جو حکم نازل کیا ہے کہ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ[۵] ایمان والو! نظر کو نیچی رکھو، ان حسینوں پر مت ڈالو۔ نظر بچانے کا حکم عطا کر کے ربّا نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے، ورنہ گال پچک جائیں گے جیسے چُسا ہوا آم ہوتا ہے۔ تو اس نوجوان نے کہا کہ میری صحت خراب ہوگئی، نماز بھی چھوٹ گئی، پڑھنے میں بھی دل نہیں لگ رہا، اتنا پریشان ہوں کہ راتوں کی نیند حرام ہے، آپ کچھ علاج بتائیں۔

میں نے علاج بتادیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرو اور اُن نالائق لڑکوں کی صورت بھی نہ دیکھو جو تمہیں گناہوں میں مبتلا کریں اور روزانہ موت کا مراقبہ کرو، دوزخ کا مراقبہ کرو، سمجھ لو کہ میں مر گیا ہوں، قبر میں گل سڑ گیا ہوں، یہ آنکھیں جن سے وی سی آر دیکھتے تھے ان کو کیڑے لے کر قبر میں چکر لگا رہے ہیں اور جن کو فلم میں گندی حالت میں دیکھا ہے یہ سب قبروں میں بالکل سڑے، گلے، بدبودار حالت میں ہیں، جن شکلوں کو دیکھ کر ہم پاگل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دور ہوتے ہیں، جب یہ قبروں میں جائیں گے اس وقت تم سے دیکھا نہیں جائے گا، اتنی سڑی ہوئی بدبو آئے گی کہ سونگھا بھی نہیں جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جنھوں نے ہمیں اس مصیبت سے چھڑا دیا۔

حسنِ فانی کی فنائیت

میرے ایک دوست امریکن ایکسپریس کے ریٹائرڈ وائس پریزیڈنٹ ہیں، انہوں نے ایک قصہ سنایا کہ کسی بڑے گھرانے کی ایک خاتون دفتر میں ملازمت کے لیے آگئی، حسن

۵؎ النور:۳۰

کے لحاظ سے کچھ خصوصیت کی حامل تھی، اب سارے دفتر والے جہاں ذرا سی فرصت ملے اس سے گپ شپ کررہے ہیں، وہ سب کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی، لیکن چالیس سال کے بعد ایک دعوت میں میرا اس کا سامنا ہوا تو میں نے اسے پہچانا ہی نہیں کیوں کہ ایک دوسرے کو بیس سال کی عمر میں دیکھا تھا۔ اب چالیس سال میں جغرافیہ بدلے گا یا نہیں؟ تو ریٹائرڈ وائس پریزیڈنٹ نے مجھ سے کہا کہ جب میں نے اسے چالیس سال کے بعد دیکھا تو بالکل نہیں پہچانا، پیٹ آگے نکلا ہوا ہے، بدن بھاری ہوگیا، شکل بھینس جیسی ہوگئی۔ پھر وہ کہنے لگے کہ میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ اے خدا! آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں مٹی کے کھلونوں سے بچالیا، اس پر میرا شعر ہے؎

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

خواب و خیال کی اس دنیا سے توبہ کرلو، جب جنازہ قبر میں اترے گا تو آنکھیں کھل جائیں گی کہ آہ کن پر فدا ہوئے تھے، جن پر فدا ہوئے تھے اگر وہ غلط راستے تھے تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ میں نے یہ زندگی کیوں دی تھی؟ اور اگر اللہ تعالیٰ پر فدا ہوکر اس دنیا سے گئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا میں بھی آپ کو اپنی آغوشِ رحمت میں رکھے گی، قبر میں بھی رکھے گی اور میدانِ محشر میں بھی اللہ تعالیٰ اکرام فرمائیں گے یہاں تک کہ جنت میں بھی مزے ہی مزے ہوں گے، عارضی پرچھائیوں پر حیات ضایع کرنے والو! چڑھتے سورج کو پوجنے والو! کبھی ڈوبتے سورج کا بھی تصوّر کرلیا کرو کہ ان کو ڈوبنا بھی ہے، عصر کے بعد ان کا چہرہ پیلا ہوجائے گا اور ایک دن غروب ہوجائیں گے، قبروں میں دفن ہوجائیں گے، اس لیے عشقِ مولیٰ اختیار کرو اور عشقِ لیلیٰ سے توبہ کرو۔

کام ہمّت سے بنتا ہے

میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ایسی ہمّت اور ارادہ رکھا ہے، ایسی طاقت رکھی ہے کہ اگر کوئی انسان ٹھان لے کہ چاہے کچھ بھی ہوجائے اب ہمیں

ہیروئن نہیں کھانی، وی سی آر نہیں دیکھنا، ٹیڈیوں کو نہیں دیکھنا، غصہ نہیں کرنا، ماں باپ سے نہیں لڑنا تو نفس و شیطان کی مجال نہیں کہ اس سے کوئی گناہ کرالے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

کام ہمّت سے بنتا ہے، انسان جب دین میں ڈِھیلا ہوتا ہے، سُست ہوتا ہے یعنی اگر مٹی کا کوئی ڈَھیلا ڈِھیلا ہو تو وہ اس مٹی میں اللہ کی محبت کی چاشنی لائے، اس مٹی میں اہل اللہ کی صحبت سے اور ذِکر اللہ کے اہتمام سے خدا کا نور لائے اور ارادہ وہمّت کرکے اپنے نفس کو مٹادے۔

دوجہاں کی کامیابی کیسے حاصل ہو؟

اللہ پاک فرماتے ہیں قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا[۶] دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کی اصلاح کرلی یعنی برائی چھوڑ دی اور تقویٰ اختیار کرلیا۔ فلاح کی شرح شیخ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلاح کے مقابلے میں عربوں کے پاس کوئی اور لغت نہیں ہے، یہ ایسا جامع لفظ ہے کہ پوری لغتِ عرب میں اس جیسا جامع لفظ کوئی نہیں ہے، تَفُوۡزُوۡنَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ[۷] دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیوں کو یہ لفظ جامع ہے۔ تقویٰ کی برکت سے دنیا بھی چین سے گزرتی ہے اور آخرت کا تو کیا ہی کہنا۔ اور جو گناہ کررہے ہیں ان کے سروں پر قرآن رکھ کر پوچھو کہ ان کے دل کی تاریکی اور ان کی بھیانک تاریخ کیسی ہے؟ وہ خود نالاں ہیں، پریشان ہیں مگر گناہ چھوٹ نہیں رہے ہیں۔

اُف کتنا ہے تاریک گناہ گار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

گناہ گاروں کی دنیا تاریکی میں ہے، وحشت میں ہے، گھبراہٹ میں ہے، بے چینی میں ہے، سر

۶؎ الشمس:۹
۷؎ جلالین:۲۸

سے لے کر پیر تک ہر وقت غم و فکر میں ہے، گردے بھی خراب ہو رہے ہیں، کینسر بھی ہو سکتا ہے اور نجانے کیا کیا ہو سکتا ہے اور نیک بندوں کا عالم اللہ کے نور سے آباد ہے، ان کا دل ایسا آباد ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کے ویران دل بھی ان کی برکت سے آباد ہو جاتے ہیں، جس کا دل خدا کے نور سے آباد ہو جائے وہ دل ایسا مبارک ہوتا ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والوں کے دل بھی آباد ہو جاتے ہیں۔ میرا ایک بہت پرانا شعر ہے جو رمضان کے مہینے میں ہوا تھا کہ ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

کچھ دن اللہ والوں کے پاس، ان کے غلاموں کے پاس رہ کر تو دیکھو، اگر اللہ والے آپ کو نہیں ملتے تو ان کے خادموں کے پاس رہ کر دیکھو، ان شاء اللہ دل کی دنیا بدلتی چلی جائے گی۔

فنائے نفس پر ایک عظیم الہامی مضمون

ایک شخص رات بھر تہجد پڑھتا ہے، دن بھر روزہ رکھتا ہے، ہاتھ میں ہر وقت تسبیح ہے، حج پر حج، عمرے پر عمرے ہو رہے ہیں مگر اس کا نفس نہیں مٹ سکتا جب تک کسی اللہ والے سے نفس نہ مٹائے۔ کسی کے اخلاق دیکھنے ہوں تو اس کی عبادت نہیں دیکھو، یہ دیکھو کہ اس کا تعلق اپنے ماں باپ سے کیسا ہے، اس کا تعلق استادوں سے کیسا ہے، اس کا تعلق اپنے بڑے بوڑھوں سے کیسا ہے، اس کا تعلق اپنی بیوی بچوں سے کیسا ہے، جب اسے انسانیت کے تعلقات کے حقوق ادا کرنے کی توفیق ہو جائے تب سمجھ لو کہ اس کا نفس مٹا ہوا ہے۔

آج ہی اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اپنی رحمت سے اور میرے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے یہ بات ڈالی ہے کہ بعض لوگوں کی عبادت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، رشک آتا ہے کہ یا اللہ! ان کے اس قدر زبردست وظیفے چل رہے ہیں، عبادت میں کوئی کمی نہیں مگر نفس کی فنائیت کا کیا عرض کروں، دل روتا ہے، جب انہیں غصہ آیا تو پھر جو کچھ بھی منہ سے نکل گیا کم ہے۔

لوگ لاکھ رات بھر عبادت کریں مگر نفس نہیں مٹ سکتا جب تک اہل اللہ کی صحبت

حاصل نہیں ہوگی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نے عبادت کرلی بس ہم بزرگ ہوگئے۔ مجال نہیں کہ سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت میں ناغہ ہوجائے، سورۂ ملک بھی پڑھی جارہی ہے، تلاوت بھی ہے، مناجاتِ مقبول بھی ہے، ضربیں بھی لگ رہی ہیں، ہر وقت تسبیح میں منہ بھی چل رہا ہے، مگر جب غصہ آیا تو یہ نہ سوچا کہ جن ماں باپ نے بچپن میں ہمیں پالا ہے آج ہم ان کے سامنے زبان چلارہے ہیں۔

اللہ پاک تو فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے اپنے کندھوں کو پست کرو، مگر ان کے کندھے اکڑے ہوئے ہیں، تنے ہوئے ہیں، ماں باپ سے لڑرہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نفس عبادت سے نہیں مٹتا، اگر عبادت سے نفس مٹتا تو شیطان کا نفس بھی مٹ جاتا، اس نے بھی بڑے سجدے کیے تھے۔ بولو بھئی! شیطان کی عبادت کم تھی؟ شیطان نے اتنی عبادت کی تھی کہ روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں اس ظالم نے سجدہ نہ کیا ہو۔ معلوم ہوا کہ عبادت سے نفس نہیں مٹتا، نفس کو اللہ والے مٹاتے ہیں۔ جب موقع آتا ہے تب پتا چلتا ہے کہ عبادت سے اس کا نفس کتنا مٹا ہے ورنہ شیطان نے جتنی عبادت کی تھی اتنی تو ہماری عمریں بھی نہیں ہوتیں۔

آج آپ لوگوں کی برکت سے میرے قلب میں زندگی میں پہلی مرتبہ یہ بات آئی کہ اگر نفس عبادت سے مٹ سکتا تو شیطان نے بہت عبادت کی تھی، اس کا نفس مٹ جانا چاہیے تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس نے کہا کہ واہ رے اللہ میاں! میں آگ سے بنا ہوں اور وہ مٹی سے بنے ہیں، آگ کا درجہ مٹی سے افضل ہے لہٰذا آپ افضل کو فاضل کے سامنے جھکا رہے ہیں، اس نے اگر مگر لگا دیا، یہ اگر مگر دلیل ہے کہ یہ شیطان ہے، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں اگر مگر آنے لگے کہ اگر داڑھی رکھ لی تو کیا ہوگا۔ اس پر مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا شعر یاد آیا ؎

مرضی تیری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
پھر اس کی زبان پہ اگر ہے نہ مگر ہے

جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں وہ اگر مگر نہیں لگاتے۔

دیکھ لو، ہزاروں سال عبادت کرنے کے باوجود شیطان کے نفس پر اللہ کی اطاعت

کرنے کا جذبہ، اپنے کو فدا کرنے کا جذبہ، اللہ کے حکم پر اپنے کو مٹانے کی روحانیت نہیں پیدا ہوئی۔ چناں چہ جب اللہ نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سارے فرشتے سجدے میں گر گئے مگر شیطان نے سجدہ نہیں کیا لہٰذا قرآن کا اعلان ہوا کہ شیطان میں ہزاروں سال عبادت کرنے کے باوجود اللہ پر فدا ہونے کی، اپنے نفس کے رذائل اور گندگی کو چھوڑنے کی اور اپنے رب کے سامنے اپنے سر کو جھکا دینے کی طاقت پیدا نہیں ہوئی۔

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ کیا ماحول تھا کہ سارے فرشتے سجدے میں گرے ہوئے ہیں، یہ نہیں تھا کہ سب نے باری باری سجدہ کیا ہو، سب نے ایک ہی دفعہ سجدہ کیا تھا، جہاں تک شیطان کی نظر گئی سب فرشتے سجدے میں تھے، اس سے پیارا ماحول کہیں مل سکتا تھا؟ لیکن شیطان کے اندر خرابی تھی، سارے فرشتے سجدے میں تھے اور وہ اکیلا اکڑا ہوا کھڑا تھا، اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ[۸] انکار کرتا ہے، متکبر کی طرح کھڑا ہے کہ میں سجدہ نہیں کرتا۔

بعض لوگ عبادت سے سمجھتے ہیں کہ بس میں اللہ والا بن گیا۔ دیکھ لو شیطان نے کتنی عبادت کی تھی، صرف عبادت سے اگر کوئی اللہ والا بنتا تو شیطان سب سے بڑا اللہ والا ہوتا، انسان اللہ والا بنتا ہے نفس کو مٹانے سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ تو کیسے ملتا ہے؟ وحی نازل ہوئی دَعۡ نَفۡسَکَ وَتَعَالَ نفس کو چھوڑ دو، نفس کو مٹادو اور آجاؤ۔ ایک پیاسے کے سامنے دیوار ہے، دیوار کے اس طرف دریا ہے، جب تک دیوار نہیں گرائے گا پانی کیسے پائے گا؟ ؎

پستیِ دیوار قربے می شود
فصلِ او درمانِ وصلے می شود

ایک ایک کر کے دیوار کی اینٹ گراتے رہو، جیسے جیسے دیوار کم ہوگی آپ کا دریا سے قرب بڑھے گا، دیوار کی جدائی پانی سے ملاقات کا ذریعہ ہے، نفس کی جدائی اللہ سے ملاقات کا ذریعہ ہے، مگر نفس کو عبادت سے نہیں مٹا سکتے۔ آج یہی مضمون دل میں لے کر جایئے، یہ آج کا مضمون ہے، یہ مضمون خود اختر بھی آج ہی سمجھا ہے۔ اس پر مجھے اپنے ایک بزرگ کا شعر یاد آیا ؎

۸؎ البقرۃ:۳۴

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں

سمجھتا لاکھ اسرارِ محبت لیکن
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

جب شیطان عبادت سے اپنے نفس کو نہیں مٹاسکا تو جو لوگ اس بے وقوفی اور نادانی میں مبتلا ہیں کہ ہم عبادت کر کے اللہ کے ولی بن جائیں گے وہ اس سے سبق لیں، اَلسَّعِیْدُ مَنْ وَعَظَ لِغَیْرِہٖ سعید وہ ہے جو دوسروں سے سبق لے۔ تو شیطان سے سبق لو کہ اس نے کتنی عبادت کی تھی مگر اپنے نفس کو نہ مٹاسکا۔ لہٰذا نفس کو مٹانے کے لیے اللہ والوں سے اپنا حال کہو، ان سے صاف کہہ دو کہ میرا نفس عبادت میں تو بہت رہتا ہے لیکن ماں باپ سے لڑ جاتا ہے، بیوی بچوں سے اعتدال میں نہیں رہتا، میرے اندر غصّے کی بیماری ہے، بدنظری کی بیماری ہے، غیبت کی بیماری ہے، اللہ کے لیے ان پر اپنے سب امراض ظاہر کر دو، وہ آپ کو حقیر نہیں سمجھیں گے، وہ آپ کے اس اخلاص سے آپ کو اپنے سے کئی گنا بہتر سمجھیں گے، اللہ والے کسی کو حقیر نہیں سمجھتے۔

تو آج ہی اللہ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ محض عبادت سے نفس نہیں مٹتا۔ ہمارے بعض دوست احباب عبادت کرنے میں اوّل نمبر رہتے ہیں، جب دیکھو ان کا منہ چلتا رہتا ہے، تسبیح، اشراق، اوّابین ماشاء اللہ سب کچھ ہے لیکن ان کو بزرگوں کی صحبت کا اہتمام نہیں لہٰذا عبادتوں سے نفس نہیں مٹ سکا، اگر عبادتوں سے نفس مٹتا تو شیطان کا مٹ چکا ہوتا اور اس میں کبر نہ ہوتا جبکہ قرآن اس بات کو رجسٹرڈ کر رہا ہے کہ اس کے اندر کبر کی پتھری پڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ اس نے انکار کیا اور میرا حکم نہیں مانا اور کیوں نہیں مانا؟ تکبر کی وجہ سے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر ہم رات بھر تہجد پڑھیں، ساری زندگی عبادت کریں مگر ہمارا نفس نہیں مٹ سکتا۔

فنائے نفس کے لیے اللہ والوں کی ضرورت

اللہ والوں کے اندر ایک شانِ استغناء ہوتی ہے، وہ ان کی حق پرستی کی علامت ہے،

اور جس کو نذرانے، حلوے مانڈے کی تلاش ہوتی ہے وہ مریدوں کی خوشامد کرتا ہے کہ اسی بہانے تعداد بڑھتی رہے گی اور ہمارا جو ماہانہ مقرر ہے وہ ملتا رہے گا لیکن جو سچا اللہ والا ہوتا ہے وہ اگر دیکھتا ہے کہ اس مرید میں پتھری ہے تو اس کا آپریشن کرنا اپنے ذمے فرض سمجھتا ہے، وہ کہے گا کہ اگر میں اس کو کچھ نہیں کہتا ہوں تو میرا مرید ضایع ہو جائے گا، اب اگر مرید اکڑ جاتا ہے تو اس کی قسمت ہے۔ اگر مرید یہ سمجھتا ہے کہ بھئی یہاں تو بہت سختی ہے تو اس پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ کیوں ادھر آئے

فرزانہ جسے بننا ہو وہ جائے کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ ادھر آئے

سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے ادھر اور بچشم و بسر آئے

اگر کوئی شیخ کو چھوڑ کر جاتا ہے تو جانے دو، فکر مت کرو، نظر اٹھا کر بھی مت دیکھا کرو کہ یہاں سے کون جارہا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک زمیندار آیا کہ میرا بیٹا بہت ہی لڑتا ہے، ماں باپ سے بدتمیزی کرتا ہے، ہر وقت غصے میں رہتا ہے، اس کی کچھ اصلاح کردیں، اس کو آدمی بنادیں۔ حاجی صاحب اس کے لیے اللہ سے روئے، دعا کی، اس کو اللہ اللہ کرنا سکھایا۔ چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کی دنیا بدل دی، اب وہ ہر وقت اللہ کی عبادت کر رہا ہے، اشراق پڑھ رہا ہے، اللہ سے دعائیں مانگ رہا ہے، آنکھیں اشکبار ہیں، سینہ میں تڑپتا ہوا دل ہے۔ جب وہ اللہ والا بن گیا تو اس کا بابا اس کو لے گیا اور کہا کہ فجر کی نماز کھیت میں پڑھنا، آج پانی دینا ہے اور اشراق وغیرہ نہ پڑھنا، اب جناب وہ کھیت پر گیا اور کسی کسان سے دوستی کرلی کہ آؤ بھئی! نماز پڑھیں، پھر اذان دی، جماعت سے نماز پڑھی اور تسبیح اور دعا میں دیر کی، یہ سب دیکھ کر اس کے باپ نے کہا کہ یہ کیا چکر ہے، تم تو بہت اللہ والے بن

گئے ہو، میں نے تو تم کو آدمی بنانے کے لیے بھیجا تھا کہ تم ہم سے لڑو مت، یہ تھوڑی کہا تھا کہ تم ہر وقت اللہ کی عبادت میں لگے رہو۔ اب واپس حاجی صاحب کے پاس لے گیا اور کہا کہ حاجی صاحب! آپ نے تو میرے لڑکے کو اور بگاڑ دیا۔ تو حاجی صاحب نے کہا کہ تو پھر میرے پاس کیوں لایا تھا، مجھ کو تو بگاڑنا ہی آتا ہے، ارے میں بھی تو کسی کا بگاڑا ہوا ہوں یعنی میرے پیر نے مجھ کو ایسا بنایا ہے، اب تو اس کے دل میں اللہ کی محبت اتر گئی ہے۔ جس کے دل میں اللہ کی محبت اتر جاتی ہے اس کا دل کہیں نہیں لگتا۔

میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے

اے زاہدِ خشک! اے دنیاوالو! وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ[۹] اللہ کا کوئی برابری کرنے والا نہیں ہے، اللہ کا کوئی ہمسر نہیں ہے، اللہ کا کوئی مثل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مٹھاس، تعلق مع اللہ کی حلاوت دونوں جہاں میں اس کا مثل نہیں ہے، جنت کی حوریں بھی اللہ کی عبادت کی لذت کو نہیں پاسکتیں، جنت میں شہد کے، دودھ کے، شراب کے اور پانی کے دریا اور جنت کی ساری نعمتیں اور دنیا کی ساری نعمتیں اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دو اور ایک طرف اللہ کے نام کی حلاوت کو رکھ دو تو دوستو! اس کے نام کی حلاوت بے مثل ہے کیوں کہ وہ خود بے مثل ہے، اس کا کوئی کفو، کوئی برابری کرنے والا نہیں ہے، تو ان کے نام کی لذت کی برابری کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ چوں کہ ہمیں پتا نہیں ہے اس لیے اللہ کی عبادت اور ان کے ذکر میں ہم گرانی محسوس کرتے ہیں۔ جیسے ناسمجھی میں ایک دیہاتی نے اکبر بادشاہ کی دعوت کی ناقدری کی تھی۔

ایک مرتبہ اکبر بادشاہ شکار پر گیا تو اس کی فوج پیچھے رہ گئی، وہ پیاس سے مر رہا تھا کہ ایک دیہاتی نے اسے بکری کا دودھ پلایا، اکبر بادشاہ نے کہا کہ میں نے اس پرچے پر اپنے دستخط کردیے ہیں، تم اس پرچے کو لے کر دہلی آنا، ہم بھی تمہاری دعوت کریں گے۔ وہ دہلی گیا تو دربان نے اسے بھگادیا کہ تمہارا منہ اس قابل نہیں کہ اکبر بادشاہ سے ملو، تمہارا حلیہ تو یہ

---

۹ الاخلاص:۴

بتارہا ہے کہ تم بلیہ سے آرہے ہو۔ اگر کوئی بلیہ کا رہنے والا ہو تو برا نہ مانے، میں نے صرف قافیہ لگایا ہے ورنہ بلیہ میں بھی ولی اللہ ہو سکتے ہیں۔ بلیہ کا قافیہ خواجہ صاحب نے بھی قلیہ سے ملایا تھا۔ جب خواجہ صاحب کی پنشن ہوئی اس وقت انہوں نے یہ شعر کہا۔

پنشن ہوئی خوش ہوں نہ سہی قورمہ قلیہ

رہنا ہے بنارس میں نہ جانا ہے اب بلیہ

پھر فرمایا کہ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ قورمہ بھی کھلا رہا ہے۔ تو اس دیہاتی نے اپنی لنگی سے اکبر بادشاہ کا دستخط شدہ خط نکال کر سپاہی کو دکھایا۔ اب تو سپاہی نے ہاتھ جوڑ دیے کہ مجھے معاف کر دو، بادشاہ سے نہ کہنا ورنہ نوکری چلی جائے گی، پھر اس کو بادشاہ کے پاس پہنچا دیا۔ اکبر نے اس کی دعوت کی اور اس کے لیے چاول پسوا کر اس میں عرقِ گلاب ڈلوایا، کیوڑہ ڈلوایا، چاندی کے ورق لگائے اور دودھ پکا کر ڈالا۔ فارسی میں اس کا نام ہے شیر برنج، شیر معنیٰ دودھ اور برنج معنیٰ چاول اور اردو میں اس کا نام ہے فیرینی اور پنجابی میں کھیر۔ کھیر پر ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک نابینا قاری صاحب نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ بیٹا سنا ہے کھیر بہت عمدہ ہوتی ہے، مگر کیسی ہوتی ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ استاد جی بگلے جیسی ہوتی ہے سفید سفید۔ قاری صاحب نابینا تھے، انہوں نے کبھی بگلہ دیکھا نہیں تھا اس لیے پوچھا کہ بگلہ کیسا ہوتا ہے؟ شاگرد نے اپنے ہاتھ سے بگلے کی گردن بنا کر استاد کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر پھیر کر کہا کہ ایسا ہوتا ہے بگلہ۔ تو اس نے کہا کہ یہ تو بہت ٹیڑھا ہے، یہ کھیر تو بڑی ٹیڑھی معلوم ہوتی ہے، اتنی ٹیڑھی کھیر تو مجھ سے نہیں کھائی جائے گی۔ تو اس ظالم دیہاتی نے جب سفید سفید کھیر دیکھی تو اکبر باشاہ سے کہا کہ میں نے تو آپ کو مصیبت میں دودھ پلایا تھا اور آپ مجھے یہ بلغم کھلا رہے ہیں۔

دوستو! یہ ہنسنے کی نہیں رونے کی بات ہے۔ آج ہمیں اللہ اور رسول کے احکام ایسے ہی نظر آرہے ہیں، وی سی آر، ٹیڈیوں کے چکروں میں پڑنا، سینما اور جتنی بدمعاشیاں ہیں، جتنی گندگیاں ہیں انسان ان کی طرف بھاگا جارہا ہے، اور جب کہا جاتا ہے کہ تسبیح لے کر اللہ کا نام لو تو اللہ کا نام ان نادانوں کو مزے کا نہیں لگتا۔ جیسے اس دیہاتی کو مزے دار فیرینی بلغم لگ رہی تھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ملاؤں کے راستے میں تو کوئی مزہ ہی نہیں ہے حالاں کہ میں اس وقت

مسجد میں ہوں، واللہ کہتا ہوں خدا کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی قسم! اللہ کے نام کی لذت سلاطین بھی نہیں جان سکتے، اس کو وہی جانتا ہے جس نے ان کا نام لیا ہو۔ اگر کوئی شخص بریانی کھائے مگر اس کو بخار چڑھا ہوا ہے، ملیریا ہے، قے بھی ہو رہی ہے تو اس کو شامی کباب اور بریانی میں مزہ نہیں آئے گا۔ ہمارے اندر دنیا کی محبت، عجب، کبر، شہوت، غصہ سب بیماریاں ہیں لہٰذا ہمیں اللہ کے نام کا صحیح ادراک نہیں ہوتا۔ ضرورت ہے کہ کسی اللہ والے سے اپنا روحانی ڈبل نمونیا اور ملیریا اترواؤ، تھوڑی سی کونین تو کھانی پڑے گی لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ چند دن کے بعد جب ایک دفعہ اللہ کہنے کی توفیق ہو جائے گی تب آپ کہو گے کہ زندگی وصول ہوگئی۔ میرے ایک دوست میرا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے ہیں ؎

وہ میرے لمحات گزرے جو خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

یہ کیا کہ کباب کھالیا، چائے پی لی، اترے گھاٹی ہوئے ماٹی، یعنی یہ سب حلق کی گھاٹی سے اترتے ہی مٹی ہو جاتے ہیں، کتنا ہی عمدہ کھانا کھالو، سب مٹی ہو جاتا ہے اور جن شکلوں کو دیکھ کر مست ہو رہے ہو ایک دن جب ان پر بڑھاپا آئے گا تو ان شکلوں کو دیکھ کر تم کو قے ہوگی، پھر پچھتاؤ گے، سر پیٹو گے اور سر پیٹ کر سرپٹ بھاگو گے۔

اپنی اولاد کا اکرام کریں

حدیث میں آتا ہے کہ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسِنُوْا اٰدَابَھُمْ[1] اپنی اولاد کا اکرام کرو، ان کو حسن ادب سکھاؤ یعنی کیسے کھائیں، کیسے پئیں، بڑوں کو کیسے سلام کریں۔ آج اولاد کے اکرام کا کیا حال ہے کہ جب غصہ آیا باپ فوراً اُلّو کا پٹھا کہہ دیتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بتاؤ کہ پھر آپ کیا ہوئے؟ اگر آپ کے بچے اُلّو کے پٹھے ہیں تو آپ جناب کا کیا مقام ثابت ہوا؟

مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ ایمپریس مارکیٹ میں ایک شخص اُلّو بیچ رہا تھا اور اُلّو کا پٹھا یعنی

---

[1] جامع الاحادیث للسیوطی: ۳۸۴/۵ (۴۳۴۳)، باب الھمزۃ/
سنن ابن ماجہ: ۳۹۶ (۳۶۷۱)، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، ذکرہ بلفظ واحسنوا ادبھم

چھوٹا اُلّو بھی بیچ رہا تھا۔ بڑے اُلو کی قیمت تو پانچ روپے لگائی اور اس کے بچہ کی قیمت دس روپے لگائی۔ خریدار نے پوچھا کہ بڑا اُلو پانچ روپے میں دے رہے ہو تو اس کا چھوٹا بچہ دس روپے میں کیوں دے رہے ہو؟ اس نے کہا کہ جناب دیکھیے جب آپ کو غصہ آتا ہے تب اس پٹھے کی قیمت معلوم ہوتی ہے، اس وقت آپ کو خالی اُلّو کہنے سے تسلی نہیں ہوتی، اگر آپ کسی کو کہہ دو کہ تم بڑے اُلّو ہو تو زیادہ تسلی نہیں ہوتی، جب تک تم اُلّو کا پٹھے نہیں کہتے مطمئن نہیں ہوتے۔ اس لیے میں نے اُلّو کے پٹھے کے دام زیادہ لگائے ہیں۔

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ دیکھو باپ اس طرح سے اپنے بچے کو پالے کہ اگر اس سے گلاس ٹوٹ گیا تو اسے سمجھا دے کہ بیٹا! غلطی ہوگئی، ایسا نہیں کیا کرتے۔ اور خود یہ سمجھ لو کہ اس کا وقت آگیا تھا، برتنوں کا بھی وقت ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ان کی بھی زندگی موت کا وقت مقرر ہے۔ تو بچے کو تھوڑا سا سمجھا دو کہ بیٹے دونوں ہاتھوں سے پکڑا کرو، برتن کو مضبوط پکڑتے ہیں، نصیحت تو کرو مگر اُلّو کے پٹھے وغیرہ نہ کہو، بعضے تو ماں باپ کی گالیاں تک دے دیتے ہیں۔ ایک آدمی اپنے سگے بھائی کو ماں کی گالی دے رہا تھا، اس کا بھائی کہتا ہے کہ تمہاری میری ماں تو ایک ہی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں اس حیثیت سے گالی نہیں دیتا، میں اس حیثیت سے گالی دیتا ہوں کہ تیری ماں ہے، حیثیت بدل جانے سے مسئلے بدل جاتے ہیں۔ یہ منطق والے بھی بعض وقت بہت ہی حماقت کی باتیں کرتے ہیں، منطق کو غلط استعمال کرتے ہیں، منطق تو اللہ کی رضا کے لیے استعمال ہونی چاہیے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک طالبِ علم منطق پڑھتا تھا، مُلّا حسن، صدرا، سُلّم غرض منطق کی تمام کتابیں پڑھتا تھا، صُغریٰ کُبریٰ خوب یاد تھے، وہ ایک تیلی کے یہاں گیا، اس نے کہا کہ مجھے ایک روپے کا تیل دے دو، اس نے تیل دے دیا پھر اس نے تیلی کا بیل دیکھ کر پوچھا کہ اس کی گردن میں گھنٹی کیوں بندھی ہوئی ہے؟ تیلی نے کہا کہ یہ اس لیے باندھ رکھی ہے کہ جب میں اس سے دور رہتا ہوں کبھی کپڑا دھو رہا ہوں، کبھی کھانا پکا رہا ہوں تو اس کی گھنٹی کی آواز دور تک سن لیتا ہوں کہ میرا بیل چل رہا ہے۔ طالبِ علم نے کہا کہ تم تو بڑے بے وقوف معلوم ہوتے ہو اگر بیل ایک ہی جگہ کھڑا ہو کر سر ہلاتا رہے تو کیسے پتا چلے گا کہ وہ چل رہا ہے یا نہیں؟ تیلی نے کہا کہ میں نے تمہیں جو تیل دیا ہے

وہ مجھے عنایت کر دو۔ تیلی نے اس سے تیل لیا، اس کے پیسے واپس کیے اور کہا کہ یہاں سے جلدی سے بھاگ جاؤ، کہیں میرا بیل بھی منطقی نہ ہو جائے، میں اپنے بیل کو تم جیسوں کی صحبت سے بچانا چاہتا ہوں، اگر تمہاری صحبت سے اس کو بھی ایسی عقل، ایسی چالبازی کی باتیں آگئیں پھر تو یہ بھی چالباز بن جائے گا، پھر تو یہ واقعی ایک ہی جگہ پر کھڑا رہ کر سر ہلاتا رہے گا۔

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ اپنی اولاد کو اکرام کے ساتھ رکھو۔ الحمد للہ میرے والد صاحب مجھ کو بچپن ہی سے مولوی صاحب کہتے تھے حالاں کہ میں مڈل میں پڑھتا تھا، تاریخ وجغرافیہ اور جیومیٹری پڑھ رہا تھا، صرف نماز پڑھنے کی وجہ سے ابّا جان مجھے مولوی صاحب کہتے تھے، دس سال کے لڑکے کو مولوی صاحب کہہ رہے ہیں۔ تو اللہ نے ان کی زبان مبارک کر دی اور مجھے دو حرف عربی کے پڑھوا دیے۔ جب میں الٰہ آباد طبیہ کالج میں پڑھتا تھا تو میرے والد ضلع سلطان پور میں رہتے تھے۔ میں اپنے والد کا ایک ہی بیٹا تھا، میرا کوئی اور بھائی نہیں تھا۔ جب میں انہیں خط لکھتا تھا کہ میں چھٹیوں میں گھر آرہا ہوں تو میرے والد صاحب والدہ سے کہتے تھے کہ بھئی! ایک مہینہ رہ گیا ہے، دن گن رہا ہوں، لاؤ سرمہ دو تاکہ میں اپنے بیٹے کو خوب اچھی طرح دیکھوں، تو وہ اس نیت سے سرمہ لگانا شروع کر دیتے تھے۔ جب میری ریل اسٹیشن پر پہنچتی تھی تو وہ ہر ڈبے میں مجھ کو تلاش کرنے کے لیے ایسے دیکھتے تھے جیسے کوئی دیوانہ ہو۔ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کی بے حساب مغفرت کر دے۔ اس کے بعد والد صاحب گھر میں مجھ کو پانی بھر کے نہلاتے تھے، میری پیٹھ ملتے تھے، میں ہاتھ جوڑتا تھا کہ ابّا! یہ کیا کر رہے ہیں، میں تو آپ کا بیٹا ہوں، میں آپ کی خدمت کروں گا۔ کہتے تھے کہ بیٹا! تم میرے اکلوتے بیٹے ہو، پیٹھ تک تمہارا ہاتھ نہیں پہنچتا، لاؤ میں مالش کر دوں اور مجھ کو نہلا رہے ہیں۔ اب آپ سوچئے کہ جو باپ اپنی اولاد کا اس طریقے سے اکرام کرے اس کے لیے ساری زندگی دعائیں نکلتی ہیں۔ اس کے برعکس جن لوگوں نے اپنی اولاد پر سختیاں کیں، میں نے خود ان کی اولاد سے یہ بات سنی ہے کہ کیا بتائیں ابّا مر تو گئے مگر جب ان کا تصور آتا ہے تو دل سے دعا نہیں نکلتی، صرف زبان سے نکلتی ہے کیوں کہ ان کے مظالم یاد آجاتے ہیں کہ کبھی سیدھے منہ بات نہیں کی۔

مشایخ بھی اپنے باطنی علاج کی فکر رکھیں

اگر دل کی بیماری کا علاج نہیں کرایا تو خانقاہوں کے ماحول میں بھی شیطان پیدا ہوسکتے ہیں جیسے کوئی ڈاکٹر دن رات ڈاکٹروں کے ماحول میں رہے بلکہ ڈاکٹری پڑھا بھی رہا ہے مگر اپنے گردے کا آپریشن نہیں کر سکتا، کیا ڈاکٹر بننے سے اور ڈاکٹری پڑھانے سے کوئی اپنے گردے کا آپریشن کر سکتا ہے؟ اسی طرح عالِم بھی جب تک اللہ والوں سے اپنے نفس کی بیماری کا علاج نہیں کرائے گا کبر، دنیا کی لالچ اور شہوت کے امراض میں مبتلا رہے گا۔ کبر کا مرض ہو، شہوت کا مرض ہو، بد نگاہی کا مرض ہو، عورتوں کو بری نظر سے دیکھنے کا، جھوٹ بولنے کا، دنیا کی محبت یا کوئی بھی روحانی مرض ہو، اگر ان کا علاج نہیں کرایا جائے تو یہ امراض اچھے نہیں ہوں گے۔ اگر مطالعہ سے امراض اچھے ہوجاتے تو ہر مولوی ولی اللہ ہوجاتا، ہر ڈاکٹر صحت مند ہوجاتا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں کہ دو ڈاکٹر ایک ساتھ پڑھتے ہیں، دونوں ڈاکٹری کر رہے ہیں، پھر دونوں بہت دن بعد ملے تو ایک ڈاکٹر چیخنے لگا، دوسرے نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہا کہ پڑھائی کے زمانے میں گردے میں جو پتھری تھی، میں نے اس کا علاج ہی نہیں کرایا، اس کی تکلیف بڑھ رہی ہے۔ تو پڑھنے سے مرض نہیں جاتا جب تک ڈاکٹر بھی کسی دوسرے ڈاکٹر سے علاج نہیں کرائے۔ اگر ڈاکٹر اپنا آپریشن خود کرے گا تو اپنا پیٹ پھاڑ دے گا۔ ایک ڈاکٹر خود سرجن ہے، رات دن دوسروں کے گردوں کی پتھری نکالتا ہے، روزانہ اخبار میں اس کی تعریف آتی ہے لیکن یہ بتاؤ کہ اگر خود اس کے گردے میں پتھری پڑجائے تو وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ اپنے گردے کی پتھری خود نکال سکتا ہے؟ اپنا پیٹ خود پھاڑ سکتا ہے؟ گردے نکال کر اپنی جگہ فٹ کر کے اور ٹانکے لگا کر ہنستا ہوا آسکتا ہے کہ آج تو میں نے اپنا آپریشن خود ہی کرلیا، وہ اپنے کو بے ہوش کیسے کرے گا؟ اور بے ہوش کرلے گا تو ہوش میں کون لائے گا؟

اسی لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شیخ میں بھی کوئی بیماری ہے تو کسی دوسرے شیخ سے علاج کرائے، یہ نہیں کہ اس کے ایک ہزار مرید ہوگئے تو وہ کہے کہ اب ہمیں دوسرے شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ شیخ کو بھی چاہیے کہ کسی بڑے شیخ سے رابطہ رکھے، اپنے کو دِکھاتا رہے، ایکسرے کراتا رہے، ان کی خدمت میں جاتا رہے۔ جو بڑے اپنے

بڑوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دیں وہ بھی مخدوش ہیں، ان کو بھی چاہیے کہ اپنے بزرگوں کے پاس آنا جانا رکھیں، اپنے کو دکھاتے رہیں کہ حضرت! ذرا ایکسرے کرلیجیے، آج کل مجھ سے بہت زیادہ لوگ مرید ہوگئے ہیں اور میری تقریر سن کر بہت زیادہ واہ واہ کر رہے ہیں، دیکھیں کہ کہیں ان کی واہ واہ سن کر میں واہی تباہی تو نہیں بک رہا ہوں، کہیں نفس میں کبر تو نہیں آرہا ہے۔ پھر شیخ کچھ ایسا امتحان بتادے گا جس سے وہ ایکسرے کرلے گا پھر ایک آدھ ڈانٹ لگادے گا تو اس کے نفس کی ہوا نکل جائے گی، اس وقت دیکھیے کہ اس پر شیخ کے ڈانٹنے سے کیا اثر ہوتا ہے، اگر کبر ہوگا تو برا مان جائے گا کہ دیکھو صاحب! میں خود پیر ہوں اور مجھے بھری محفل میں ڈانٹ رہے ہیں۔ ارے بھئی! بیٹا کتنا ہی پوتوں والا ہو جائے اپنے بابا کا تو بیٹا ہی رہے گا۔ آپ لوگ لاکھ مجھ سے مرید ہو جاؤ لیکن میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو مجھ پر پورا حق حاصل ہے کہ اس وقت بھی اگر بھری محفل میں وہ تشریف لائیں تو مجھے ڈانٹ سکتے ہیں اور میرا فرض ہے کہ میں ان کی ڈانٹ پر ہرگز برا نہ مناؤں۔

جب بھی تھوڑا سا وقت مل جائے فوراً تسبیح لے کر ذکر میں، اللہ کا نام لینے میں لگ جائیے، لیکن اللہ کا نام کس طرح لیں یہ سیکھنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت کی بھی ضرورت ہے، علی الاعلان اس کو نہیں بتایا جاسکتا۔ جن کو اللہ کا نام سیکھنا ہو وہ تنہائی میں مجھ سے مل لیں، ان سے کوئی نذرانہ نہیں لوں گا ورنہ کہیں گے کہ سب کے سامنے مانگنے سے شرم آتی ہے اس لیے پوشیدہ نذرانہ لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں کوئی بورڈ پیچیدہ اور پوشیدہ امراض کا نہیں ہے۔ اللہ کا نام بتا کر میں نذرانہ لینے کو ناجائز سمجھتا ہوں۔ ہمارے بزرگوں نے ہم کو یہی ہدایت کی ہے کہ بیعت کرتے وقت کسی قسم کا تحفہ لینا جائز نہیں۔ آپ اللہ کا نام سیکھ لو، تسبیحات سیکھ لو، میں اس کا طریقہ بتادوں گا۔ اس کے علاوہ نفس کے اندر جو بری بری عادتیں ہیں آپ تنہائی میں ہم کو بتائیں کیوں کہ اگر مرض کو چھپائیں گے تو اچھے نہیں ہوسکتے۔ ڈاکٹر کا بیٹا، ڈاکٹر کا سگا بھائی، ڈاکٹر کا گہرا دوست ڈاکٹر کے یہاں جائے اور اس کو پیچش لگی ہوئی ہے مگر بتاتا نہیں ہے اور کباب کھا رہا ہے کہ اگر بتادوں گا تو میرا ڈاکٹر بھائی مجھ کو کباب نہیں کھانے دے گا، کباب بند کردے گا لیکن جب کباب کھاتے کھاتے ایک دو دن ہوگئے تو ایک دن ڈاکٹر کو دسترخوان پر کچھ بدبو محسوس ہوئی، اس نے ادھر اُدھر دیکھا کہ کیا بات ہے؟ تب پتا چلا کہ مرچوں سے مریض کی

پیچش تیز ہوگئی، پھر ایک دن رسوائی ہوجاتی ہے۔ جو لوگ گناہوں کا علاج نہیں کراتے اور گناہوں کی عادت سے مزہ لیتے ہیں اور چپ چاپ سادھو بھی بنے رہتے ہیں، مزہ بھی لیتے ہیں اور سادھو بھی بنے رہتے ہیں، دکھاوے کے لیے درویش بھی بنے رہتے ہیں، اگر بدپرہیزی کا سلسلہ قائم رہا تو مرچیں کھاکھا کر ایک دن دستر خوان پر سب کے سامنے رسوائی ہوگی، لہٰذا اپنی بیماری کا اظہار کردو، ڈاکٹر سے کہہ دو کہ مجھے پیچش ہے، میں کباب کھانے کے قابل نہیں ہوں، میرے لیے کھچڑی بناؤ، پھر کچھ دن ڈاکٹر کے کیپسول بھی کھاؤ، چند دن کے بعد ان شاء اللہ سب کچھ کھانے لگو گے۔

حصولِ فلاح کے لیے تزکیہ کی ضرورت

ہمارے رب کا کلام ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو درست کرلیا، اصلاح کرلی، تزکیہ کرلیا۔ تزکیہ کے لیے مُزَکّی ہونا ضروری ہے، آدمی خود اپنا تزکیہ نہیں کرسکتا۔ ایک عالم نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا میں اپنا تزکیہ خود نہیں کرسکتا؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تزکیہ فعل لازم ہے یا فعل متعدی؟ اگر فعل لازم ہے تب تو آپ اپنا تزکیہ خود کرسکتے ہیں اور اگر فعل متعدی ہے تو آپ کو کوئی مُزَکّی تلاش کرنا پڑے گا، چوں کہ عالم تھے سمجھ گئے، کہنے لگے کہ حضرت! بات سمجھ میں آگئی۔

آگے ہے وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا اور جس نے اپنی بیماری چھپائی کہ اگر میں اپنے حضرت سے کہوں گا تو وہ کہیں گے کہ سفید داڑھی رکھ کر ابھی تک تم اس کام میں مبتلا ہو تو ایسا نہیں ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کو بالکل حقیر نہیں سمجھیں گے، میں دعوے سے کہتا ہوں، یقین سے کہتا ہوں کسی اللہ والے پر کتنا ہی خطرناک مرض ظاہر کردو وہ کبھی آپ کو حقیر نہیں سمجھیں گے بلکہ آپ کی عزت ان کے دل میں اور بڑھ جائے گی کہ آخر اس کو اللہ کا کتنا خوف ہے، یہ اللہ کا سچا طالب ہے اس لیے اس نے اپنی بیماری ظاہر کردی، ارے میاں! عزت کیا چیز ہے، اپنے اللہ کے نام پر اس کو بھی داؤ پر لگادو، اس سے عزت اور بڑھ جائے گی۔ جس شخص نے اپنی بیماری کو چھپایا، شیخ کو نہیں بتایا، اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ وہ برباد ہوجائے گا، ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ اس کا گناہ دنیا پر ظاہر کردیں گے، تم کب تک چھپاؤ گے، دو چار دفعہ تو چھپالو گے۔

چوں بحد گزری ترا رسوا کند

لیکن جب حد سے بڑھ جاؤ گے تب اللہ تعالیٰ کا انتقام آئے گا اور ذلیل ہو کر نکالے جاؤ گے۔

باطنی امراض کے علاج میں شرم نہ کریں

اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ آج ان دونوں آیات کا سبق لے لیجیے۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا، وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا وہ کامیاب ہو گیا جس نے اپنی اصلاح کرالی اور وہ شخص نامراد ہو گیا جس نے اپنی بیماری کو تکبر کی وجہ سے چھپایا۔ بیماری کے چھپانے میں بھی تکبر ہوتا ہے، وہ سوچتا ہے کہ میری وقعت کم ہو جائے گی، لوگ مجھے حقیر سمجھیں گے، شیخ کہے گا کہ کیسا ذلیل آدمی ہے حالاں کہ شیخ ذلیل نہیں سمجھتا، اللہ والے کسی کو حقیر نہیں سمجھتے، بلکہ وہ اللہ کے آگے دل و جان سے روئیں گے کہ اے اللہ! جو لوگ مجھ سے اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کروا رہے ہیں ان سب کو شفاء عطا فرما دیجیے۔

دوستو! میں جو کچھ کہتا ہوں واللہ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھے حقیر سمجھتے ہیں یا کسی کو کوئی بیماری ہو وہ یہ سمجھے کہ ہماری طرف اشارہ ہے۔ اختر اپنی اصلاح کا سب سے زیادہ محتاج ہے۔ میں بالکل ہمدردی سے کہتا ہوں کہ آپ کے لیے دل و جان سے روتا ہوں، آپ کی محبت، آپ کا اکرام ہمارے دل میں ہے بلکہ میں آپ کے قدموں کی زیارت کو بھی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں چاہے اس کی داڑھی ہو یا نہ ہو، آپ کا اکرام ہمارے دل میں ہے۔

شیطانی تصرفات سے احکامِ شریعت نہیں بدلتے

ایک بات یہ عرض کرنی ہے کہ بعض وقت قبر سے آواز سنی جاتی ہے، ہمارے اکابر فرماتے ہیں کہ وہاں خبیث مشرک جنات رہتے ہیں، وہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ جیسے ایک معروف مسئلہ ہے، محدثین فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو اس میں تو یچ ہے کہ آپ کی صورت میں شیطان نہیں آسکتا۔ حدیث پاک ہے فَاِنَّ الشَّیۡطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیۡ صُوۡرَتِیۡ[۱۱] شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت

[۱۱] صحیح البخاری: ۲۱/۱ (۱۱۲)، باب اثم من کذب علی، المکتبۃ المظہریۃ

میں نہیں آسکتا۔ لیکن اگر کسی کو خواب میں صورت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دکھائی دی مگر آواز یہ سنائی دی کہ آج سے مغرب کی چار رکعات ہیں تو کیا خواب سے مسئلہ بدل جائے گا؟ ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور حدیث میں ہے کہ جس نے آپ کو دیکھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا کیوں کہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نہیں آسکتا اور نبی کو دیکھنے والا صحابی ہوتا ہے تو کیا میں صحابی نہیں ہوا؟ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو جواب دیا کہ خواب میں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی تو ہو گیا مگر کیسا صحابی ہوا؟ اس کو خوابی صحابی کہہ لو کہ میں خواب والا صحابی ہوں، مگر یہ بیداری والے صحابی کا درجہ نہیں پاسکتا۔

محدثین لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ قرآن پاک کا نزول ہو رہا تھا، آپ نے اعلان کیا کہ فلاں آیت نازل ہوئی ہے، اچانک شیطان لوگوں کے بیچ میں سے اپنی طرف سے عربی بنا کر گزر گیا اور اس کی عربی کیا تھی کہ بس کچھ ہم نے تمہارا تسلیم کیا، کچھ تم ہمارا تسلیم کرلو، کچھ لو اور کچھ دو، اب کفر اور اسلام کی صلح ہوگئی، اب نہ تم ہمارے بتوں کو کچھ کہو نہ ہم تمہارے اللہ کو کچھ کہیں گے۔ اس قسم کا کوئی مضمون شیطان نے بنا دیا۔ فوراً جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے کہ اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اعلان کر دیجیے کہ آج ایک شیطان نے اس قسم کی تلاوت کی ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جتنا قرآن نازل ہوا اور جو دین نازل ہوا اس کے علاوہ نئی نئی بات پیدا کرنا دین کیسے ہو جائے گا؟ لہٰذا اگر قبروں سے کوئی آواز آئے تو سمجھ لو کہ وہاں کافر مشرک جنات بیٹھے ہیں اور وہ آوازیں نکال رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے قبروں سے آواز سنی ہے، میں نے کہا کہ جو شریعت ہے بس اسی پر عمل کرو، اللہ کے نبی کی سنت کا راستہ مت چھوڑو ۔

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

خدا فرما چکا قرآن کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر

اور ؎

گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن
ترکِ سنت جو کرے شیطان گن

وصیت نامہ لکھنے کا اہتمام رکھیں

ایک بات اور اچانک یاد آگئی کہ جتنے لین دین کے معاملات ہیں، آپ نے کسی سے ادھار لیا ہے یا کوئی مدرسے کا مہتمم ہے اور اس نے عطیات، صدقات یا زکوٰۃ لی ہے تو اپنے دماغ پر، اپنی یادداشت پر بھروسہ نہ کرو فوراً اپنی ڈائری میں لکھ لو۔ اس شخص کے لیے بغیر لکھے سونا جائز نہیں ہے کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ صبح اٹھنا نصیب نہ ہو تو وارثین دیکھ لیں کہ اس نے فلاں سے قرضہ لیا ہے تو اس کو ادا کردیں۔ جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ہر ہر مد کی الگ الگ تھیلی تھی کہ یہ امانت فلاں شخص کی ہے، یہ امانت قصبہ والے چوہدری صاحب کی ہے، یہ رقم زکوٰۃ کی ہے، یہ رقم صدقہ کی ہے، یہ رقم عطیات کی ہے تمام تھیلیوں پر لکھا ہوا ہے۔ سبحان اللہ ! یہ ہیں اللہ والے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کا اتنا احساس ہے۔ اگر کبھی کسی سے قرضہ لیا ہو اس کو نوٹ کرلو، اور اگر تمہارا اپنا قرضہ کسی کے ذمہ ہو تو اس کو بھی نوٹ کرلو تاکہ وارثین اس سے وصول کرلیں۔ جو شخص بلا وصیت مرتا ہے اس کے لیے بہت سخت وعید ہے، اس کے لیے جاہلیت کی موت ہوتی ہے، خوب سمجھ لو اس مسئلہ کو۔

میں نے بھی وصیت لکھی ہوئی ہے اور مدرسے کے حوالے سے اس میں شریعت کے مطابق اضافہ اور ترمیم بھی کرتا رہتا ہوں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیشہ تقویٰ کے مطابق، اپنی مرضی کے مطابق دین کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائیں کیوں کہ مدرسہ مقصود نہیں ہے، مقصود اللہ کی رضا ہے۔ ایک صاحب مفتی رشید احمد صاحب سے کہنے لگے کہ میں نے زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کی چھت ڈلوادی ہے، کیا کریں لوگ ہم کو عطیات نہیں دیتے لہٰذا ہم نے زکوٰۃ ہی کی رقم سے سیمنٹ کی چھت ڈلوادی۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ظالم! کسی کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اب تمہیں قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ اس مسجد کو بنانے سے ثواب ملے گا یا عذاب ہوگا۔ یہ مسائل کی

بات ہے، ایسے ہی کھیل تھوڑی ہے کہ جو چاہے جہاں چاہے اپنی عقل سے خرچ کردو کہ میرا یہ خیال ہے۔ ارے! شریعت کے مقابلے میں تمہارا خیال کیا چیز ہے۔ جس کو دیکھو اس نے دین کو کھلونا بنا رکھا ہے کہ صاحب میرے خیال میں یہ مسئلہ ایسے ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ آپ لوگ حقوق العباد کے معاملات کو نوٹ کر کے رکھیں، ایک ڈائری بنا لیجیے اس میں کسی کا لیا دیا سب صاف صاف لکھا ہو اور گھر والوں کو بھی بتا دیں کہ یہ کاپی میرے معاملات کی ہے، میرے مرنے کے بعد اس کے مطابق معاملہ کیا جائے۔ یہ دینداری کی بات ہے، خدا کے خوف کی بات ہے۔ ایسے ہی اگر کچھ نمازیں قضا رہ گئی ہیں، ان کو بھی لکھ لو کہ میرے ذمے اتنی فرض نمازیں اور فرض روزے رہ گئے ہیں۔ اور اپنی زندگی میں ان کو تھوڑا تھوڑا کر کے ادا بھی کرتے رہیں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا ایک دوست ہے اس سے جا کر کہہ دینا وہ میرا اسّی ہزار کا قرضہ ادا کر دے گا۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس واقعے کو بیان کر کے رونے لگے کہ کیسا خوش نصیب تھا وہ شخص جس کو ایسے صحابی کا قرضہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جن کے اسلام لانے پر فرشتوں نے خوشیاں منائی ہوں، جن کے اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے مانگا ہو، سبحان اللہ! ایسا پیارا مرادِ رسول، اللہ کا ایسا محبوب صحابی اپنے دوست پر ناز کر رہا ہے، تو وہ دوست بھی کتنا خوش نصیب ہے، آدمی کو کسی کسی پر ناز ہوتا ہے، ہر ایک سے تھوڑی کہتا ہے۔ جس کی محبت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناز فرمائیں کہ جاؤ میرے فلاں دوست سے کہہ دو وہ عمر کا قرضہ ادا کر دے گا، اس شخص کی خوش نصیبی کا کیا کہنا کیوں کہ ہر شخص پر ناز نہیں کیا جاتا۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

پیش کسے رو کہ طلب گار تست
ناز بر آں کن کہ خریدار تست

ناز اسی پر کیا جاتا ہے جو ناز کا خریدار ہوتا ہے، ہر ایک پر ناز تھوڑی کیا جاتا ہے، کوئی ناز اٹھانے والا بھی تو ہو تب اس پر ناز کیا جائے، اللہ والے ہر ایک شخص پر تھوڑی ناز کرتے ہیں۔

آخرت کے لیے ہر وقت تیار رہیں

میرے دوست ہیں قاری محفوظ الحق صاحب جو پچھلے سے پچھلے سال عرفات کے میدان میں میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب سے بیعت ہوئے۔ دیکھیے! قسمت کی بات ہے کوئی مدینہ شریف میں داخل سلسلہ ہوا کوئی عرفات کے میدان میں۔ ان کو میں نے سکھایا کہ یہ مبارک جگہ ہے، یہاں حج ہوتا ہے، یہیں توبہ کرلو، بس ان کا کام بن گیا۔ کل انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے تینتیس سال کے بھانجے کا اچانک ہارٹ فیل ہوگیا۔ میں کہتا ہوں کہ اب ایمرجنسی ویزے آرہے ہیں تو ہم آپ لمبی لمبی اسکیمیں کیوں بنائیں؟ ہم لوگ تو ہر وقت مستعد رہیں۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

ہم یہ نہ کہیں کہ بھئی! کچھ دن کے بعد جب فارغ ہوجائیں گے تب اللہ میاں کو یاد کریں گے۔ کیا پتا کہ اس وقت تک زندہ رہوگے بھی یا نہیں۔ لہٰذا ابھی جتنا فارغ وقت ہے اس کو استعمال کرلو، صحت و فراغت کو اللہ کی عبادت میں استعمال کرلو، کل کو کیا معلوم کہ کس کے ساتھ کیا ہونا ہے۔ ہمارے عزیزوں میں سے ایک صاحب کو جوانی میں فالج ہوگیا، نہ مسجد جاسکتے ہیں نہ کہیں اور، جماعت سے نمازیں ختم ہوگئیں، چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور اسی پر پیشاب پاخانہ ہورہا ہے۔

گمراہ لوگوں سے دوری اختیار کریں

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ جن لوگوں کو شریعت کے خلاف چلتا دیکھو یا چودہ سو برس سے صالحین اور اولیاء اللہ کا جو اجماع چلا آرہا ہے ان کی شاہراہ سے کسی کو ہٹا ہوا دیکھو تو اس سے اپنے جسم کو بھی دور رکھو اور دل کو بھی دور رکھو، قلباً اور قالباً اس سے دوری اختیار کرو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن اللہ والوں سے ہدایت کا کام ہورہا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کے اسم ہادی کی تجلی ہوتی ہے، ان کے پاس بیٹھ کر جو باطنی و روحانی نفع ہوتا ہے وہ ان کی ذات سے نہیں ہوتا بلکہ ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کے اسم ہادی کا جو نور آرہا ہے وہ نفع اسم ہادی کے اس نور کا ہے۔ اور جو شیطان کے چیلے اور گمراہ لوگ ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کی

تجلّی ہوتی ہے لہٰذا جو ان کے پاس بیٹھتا ہے وہ بھی گمراہ ہو جاتا ہے۔

دعا کیجیے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری بھی اصلاح فرمادے اور آپ سب کی بھی اصلاح فرمادے۔ اے خدا! ان آنے والوں کی برکت سے اختر کو نجات عطا کردے، اپنی رحمت سے بہانہ بنادے، ہماری بھی اصلاح فرمادے، میرے جتنے سامعین کرام دوست حضرات ہیں، خواتین بھی جو آتی ہیں میری بہنیں، میری بیٹیاں، اللہ! ہم سب کی اصلاح فرمادے، ہم سب کا تزکیہ فرمادے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا[۱۲] اگر اللہ کا فضل نہ ہو اور اس کی رحمت نہ ہو تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہیں ہو سکتا، کسی کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اے خدا! آپ نے جس فضل و رحمت کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے جس کے بغیر کسی انسان کی اصلاح نہیں ہو سکتی، اختر آپ کے کریم ہونے کے صدقے میں بھیک مانگتا ہے کہ یہ فضل و رحمت ہم سب پر نازل کردیجیے اور ہم سب کو تزکیہ کی نعمت کی نوازش فرمادیجیے اور ہم سب کی اصلاح فرمادیجیے اور کبر کی بیماری اور عجب کی بیماری جو بہت بڑے خطرناک امراض ہیں، اللہ ہمیں ان سے پاک کردے۔

تکبر ایسی بیماری ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے بیوی شوہر سے لڑ جاتی ہے، شوہر بیوی پر ظلم کر جاتے ہیں، ماں باپ سے لڑائی ہو جاتی ہے، انسان شیخ کا بھی ادب نہیں کرتا، اساتذہ سے بھی لڑ جاتا ہے۔ اے خدا! سب سے پہلے اختر اس کا محتاج ہے کہ مجھے اس خطرناک بیماری سے نجات عطا فرما، مجھے میرے نفس کو مٹانے کی توفیق عطا فرما اور مجھے میرے شیخ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے قدموں میں اتنا مٹادے اتنا مٹادے اتنا مٹادے کہ تو راضی اور خوش ہو جا۔ اے اللہ! میرے دوستوں کو بھی اپنے بزرگوں کا، بڑوں کا، ماں باپ کا سب کا ادب کرنا نصیب فرمادے، اپنے نفس کو مٹانے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمادے۔ جب تک آپ کا کرم نہیں ہوگا ہمیں اپنے نفس کو مٹانا مشکل لگے گا۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے اپنی توفیق ہمارے شامل حال فرما تاکہ ہمیں نفس کو مٹانے میں مزہ آنے لگے، اپنے نفس کو مٹا کر ہمیں وجد آجائے اور آپ کو پاکر ہم مست ہو جائیں۔ ہماری جتنی بھی برائیاں ہیں اللہ ان سب

۱۲؎ النور:۲۱

کی اصلاح فرمادے اور ہم سب کو تقویٰ والی اور اللہ والی زندگی عطا کردے، جو آج نہیں آئے ہیں مگر ہم سے تعلق رکھتے ہیں ان پر بھی فضل کردے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

❁❁❁❁

مناجات

اور اپنی معرفت کی مجھے ایسی شان دے
ہر ذرّہ کائنات کا تیرا نشان دے
اپنا پتہ دے مجھ کو یوں اپنا نشان دے
جاؤں جہاں بھی دل مرا بس تجھ پہ جان دے

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❁❁❁❁

بعض لوگ عبادت میں تو اس قدر چست ہوتے ہیں کہ ان کی کثرتِ عبادت تعجب میں ڈال دیتی ہے مگر نفس کے تکبر کا یہ حال ہوتا ہے کہ جہاں مرضی کے خلاف کوئی بات ہوئی اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے اور جوشِ غضب میں انسانیت کا لباس اُتار کر شیطانیت کا چولہ پہن لیتے ہیں۔ سب سے خطرناک بات یہ کہ ان کو اپنی اس اخلاقی پستی اور گراوٹ کا احساس تک نہیں ہوتا۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ ''تزکیہ اور فنائے نفس'' میں معاشرے کے اس انتہائی حساس اور اہم موضوع پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نفس عبادت سے نہیں مٹتا، نفس کو اللہ والے مٹاتے ہیں، جب موقع آتا ہے تب اس بات کا پتا چلتا ہے جیسے شیطان نے جتنی عبادت کی تھی اتنی تو ہماری عمریں بھی نہیں ہوتیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو اس نے تکبر کیا، اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور ساری عبادات ضائع کر کے ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ ہو گیا۔

www.khanqah.org

AW136